وفیات

مولانا منظور احمد الحسینی ـــ پہنچی وہیں پہ خاک!

مولانا اللہ وسایا

۱۳/جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات عصر کے قریب مدینہ منورہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر، مناظر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمہ اللہ وصال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی رحمہ اللہ فتح پور کمال ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان کے رہائشی تھے۔ بلوچ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ کم عمری میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا غلام محمد صاحب آپ کے بہنوئی ہیں۔ انھوں نے آپ کی پرورش کی۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا منظور احمد نعمانی سے ابتدائی کتب مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر میں پڑھیں۔ انتہائی کتب اور دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف کشمیری رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی عبدالستار اور حضرت مولانا محمد صدیق جالندھری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ دورۂ حدیث کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب سے رد قادیانیت پر کورس کیا۔ مدرسہ احیاء العلوم چنیوٹ میں تدریس کی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے لیے چنیوٹ اور گردونواح میں شب و روز ایک کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی ایک جماعت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب میانوی کی سرپرستی میں چالیس روزہ تربیتی کلاس میں شرکت کے لیے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن گئی۔ اس میں حضرت مولانا منظور احمد الحسینی بھی شریک تھے اس کے بعد مولانا عائشہ باوانی کالج کراچی کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہو گئے۔ امامت، خطبہ جمعہ اور درس کے علاوہ باقی وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے شعبہ تبلیغ کو دینے لگے۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کی سرپرستی نے آپ کو کندن بنا دیا۔ کراچی دفتر ہفت روزہ ختم نبوت اور مسجد باب الرحمت کی تعمیر و توسیع کے لیے آپ نے جان جوکھوں میں ڈال کر شب و روز کام کیا۔ بیرون ممالک میں تبلیغ اسلام، تحفظ ختم نبوت کی ترویج و اشاعت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لیے آپ کے متعدد اسفار ہوئے۔ افریقہ، امریکا، عرب امارات اور یورپ میں آپ نے جس جان فشانی سے کام کیا وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ کا سنہری باب ہے۔

۱۹۸۴ء میں قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا طاہر نے لندن کو اپنا مستقر بنایا تو آپ رحمہ اللہ نے بھی گویا

وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔اسٹاک ویل گرین لندن دفتر کی خریداری کے لیے آپ کی گراں قدر محنت وکاوش آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔عربی،اردو، فارسی، سرائیکی اور پنجابی پر بھر پور عبور حاصل تھا۔آپ ان زبانوں میں تقریر کے ماہر تھے۔قادیانیت کی جملہ کتب پر آپ کومکمل دسترس تھی۔انگریزی میں بھی گزارہ کر لیتے تھے۔عرصہ تک یورپ کے کلیساؤں میں ختم نبوت کے ترانے بلند کیے۔قادیانیوں سے مناظرہ کرنا اور قادیانی مسلمہ عقائد سے ان کو چاروں شانے چت کرنا آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔بیسیوں قادیانیوں سے مناظرے کیے۔جہاں گئے فتح نے آپ کے قدم چومے۔سینکڑوں قادیانیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔بڑے منکسر المزاج عالم دین تھے۔اکابر واصاغر کی خدمت، مہمان نوازی اوران کی آسائش کا خیال رکھنا ان کے معمولات زندگی قرار دیئے جاسکتے ہیں۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے ہمیشہ منتظم رہے، اس کے لیے ہمیشہ انھوں نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔اسٹیج کوسنبھالنا، مہمانوں کا استقبال، پارکنگ، قراردادوں کی ترتیب، بیان، سوال وجواب کی محفل، امامت، لٹریچر کی تقسیم، غرض جس کام میں ضرورت دیکھتے یا ڈیوٹی لگ جاتی اس کو خوب نبھاتے۔انکساری وتواضع آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔بڑے ہی محنتی عالم دین تھے۔آپ کی زندگی میں آرام نام کی کوئی چیز نہ تھی۔چلتے چلتے جو آرام ہوگیا سو ہوگیا۔کام کرتے کرتے سوتے تھے اور اٹھتے ہی کام پر لگ جاتے تھے۔آپ کی زندگی کمپیوٹرائزڈ زندگی تھی۔چوبیس گھنٹے آپ اپنے آپ کو مصروف رکھتے تھے۔وہ اپنی مثال آپ تھے۔ان جیسے محنتی، مخلص اور بےنفس عالم دین کم ہی دیکھنے میں ملیں گے۔ختم نبوت کے کاز کے لیے پورے یورپ میں کوئی شخص بھی آپ کو بلاتا تو آپ کو حاضر پاتا۔ان کے وجود سے قادیانیت کانپتی تھی۔ان کی مخلصانہ مساعی نے ان کو ہردلعزیز عالم دین بنادیا تھا۔سب حلقوں میں ان کو احترام وتوقیر کا مقام حاصل تھا۔

اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ یکے بعد دیگرے دوشادیاں کیں، لیکن اولاد نہ ہوئی، تاہم ان کی طبیعت پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔وہ اپنی سرگرمیوں میں مگن اور راضی بہ تقدیر تھے۔کئی مضامین ان کے قلم سے نکلے۔ان کے خطبات پر مشتمل کئی پمفلٹ شائع ہوئے۔تصنیفی خدمات علاوہ ازیں ہیں۔آپ کی بےنفسی کا یہ عالم تھا کہ کسی بھی مقرر کی تقریر ہوتی شاگرد کی طرح اس کے پہلو میں بیٹھ کر اس کے نکات قلم بند کرتے۔مستقل نوٹ بک جیب میں رکھتے۔جہاں سے کوئی کام کی بات ملتی نوٹ کر لیتے۔ملنساری میں اپنی مثال آپ تھے۔جس سے ایک بار ملنا ہوتا وہ زندگی بھر آپ کے گن گاتا۔عابد وزاہد انسان تھے۔سنن ونوافل، تلاوت وعبادات، ذکر وفکر ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔جس مسجد میں امام تھے وہاں عربوں کی اکثریت ہے، چنانچہ آپ خطبہ جمعہ، عربی، انگلش اور اردو تینوں زبانوں میں دیتے تھے۔یوں عربوں وعجمیوں کے لیے آپ پل بن گئے تھے۔تصوف میں قدم رکھا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد فاروق سکھروی سے خلافت کے مستحق پائے۔ہزاروں آپ کے مرید ہوں گے، لیکن ان تمام مریدوں کے حلقہ کو آپ نے دین اور عقیدہ ختم نبوت کی ترویج کے لیے جوڑا۔محنت اور کام کرنے کے شوق کا یہ

عالم تھا کہ ڈرائیوری سیکھی۔ گاڑی خود ڈرائیو کرتے اور یوں ہفتہ کے آخری دنوں میں تبلیغ کے لیے برطانیہ کے مختلف شہروں میں نکل جاتے۔ پانچوں نمازوں میں پانچ شہروں میں بیانات کر لیتے تھے۔ دو دنوں میں دس شہروں سے رابطہ ہو جاتا۔ کیا بتائیں کہ زندگی بھر انھوں نے کس طرح اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کیے رکھا۔ سال میں دو بار عمرہ اور ہر سال حج کرنا ان کے معمولات بن گئے تھے۔ بسا اوقات اپنے نمازیوں میں سے پانچ دس ساتھیوں کو ساتھ لے جاتے۔ غرض یورپ و عرب جہاں گئے خدمت خلق و ترویج اسلام کو انھوں نے معمول بنائے رکھا۔ گزشتہ سال سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لائے۔ جمعہ کے بعد بڑی اہمیت سے آپ کا بیان ہوا۔ ان کے علم و فضل کے چرچوں، ان کی مناظرانہ سج دھج سے یورپ گونجتا رہا۔ ان کی للکار حق نے قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کے بعد اب حضرت مولانا منظور احمد الحسینی کا سانحہ وصال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لیے ایک بڑا خلاء ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے خلاء کو پُر کرنے کا غیب سے بندوبست فرمائیں۔ وماذالك على الله بعزيز! اس سال اپنی اہلیہ کے ساتھ حسب معمول حج کے لیے گئے۔ مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔ جمعرات شام وصال، اگلے روز بعد از جمعہ مسجد نبوی میں لاکھوں انسانوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

یہ مصرع بارہا سنا: تعریف و توصیف دونوں مقامات پر اس کے استعمال کو بھی دنیا جانتی ہے، لیکن ذرا توجہ فرمائیے کہ حضرت مولانا منظور احمد الحسینی زندگی بھر جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل رہے۔ صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ منورہ کی فضاؤں میں اعمال حج کی بجا آوری کے لیے پہنچے۔ تقدیر کے فرشتہ نے سلام کیا۔ اس پاک ماحول میں انھوں نے جان مالک حق کو لوٹا دی۔ رہے نصیب جنت البقیع میں تدفین۔ کیا ان سے بڑھ کر اس شعر کا اور صحیح مصداق ہو سکتا ہے؟

حضرت مولانا منظور الحسینی دنیا میں چلتے پھرتے جنتی انسان تھے۔ مقدر کے دھنی تھے، عجم سے اٹھے یورپ پر چھائے اور عرب میں آسودہ خاک ہو گئے۔ ''عاش سعيداً! ومات سعيداً'' سعادت مند کا مقدر ہی سعادت مندی تھی۔ مدتوں ان کا تذکرہ رہے گا۔ زندگی ہو تو ان جیسی اور موت ہو تو ان کی موت جیسی۔ عمر بصد مشکل پینتالیس پچاس سال ہوگی، لیکن کام صدیوں کا کر گئے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔ مقدر دیکھو کل قیامت کے دن وہ صاحب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ سے اٹھنے والے گروہ سعید میں شامل ہوں گے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم آفشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس در کی نگہبانی کرے